اسلامی عہد میں اسپین کی علمی و تاریخی کیفیت

جناب محمد علی جوہر، ریسرچ اسکالر شعبۂ اردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شمالی افریقہ کی مکمل فتح کے بعد وہاں کی مسلم حکومت نے اسپین کی طرف توجہ کی۔ اسپین میں سیاسی اور سماجی حالت بہت خراب تھی۔ وہاں کے عوام موجودہ حکمرانوں کے ظلم و ستم سے نجات پانے کے متمنی تھے۔ شمالی افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر نے ابتداء میں اسپین کی قوت کا اندازہ لگانے کے لئے پانچ سو افراد پر مشتمل ایک دستہ کے ساتھ اپنے ایک معتمد فوجی ظریف کو بھیجا۔ پھر مطمئن ہونے کے بعد ۷۱۱ء میں اپنے مسلم غلام اور فوجی بربر کو جس کا نام طارق بن زیاد تھا، اسپین کی فتح کے لئے پانچ ہزار فوج لیکر روانہ کیا۔ طارق نے اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں میں بیٹھ کر اسپین کے ساحل پر قدم رکھا اور یہ کہہ کر اپنی کشتیوں کو جلانے کا حکم دیا کہ ہم اسپین کو فتح کریں گے یا اسی سرزمین پر شہید ہو جائیں گے اس جگہ کو آج تک جبل الطارق (JIBRALTER) کہا جاتا ہے۔ طارق کو یہاں تیزی کے ساتھ فتوحات حاصل ہوئیں اور ایک سال سے کم ہی مدت میں طارق نے نصف سے زیادہ علاقہ کو فتح کر لیا۔ بہت سی جگہوں پر بغیر کسی لڑائی کے لوگوں نے اپنے شہر اور قلعے مسلم فوج کے حوالے کر دیئے۔ جن شہروں کو طارق نے فتح کیا ان میں زیادہ اہم

قرطبہ وغیرہ فتح کر لئے تھے۔ طارق کو موسیٰ کی طرف سے مدد ملتی رہی۔ مگر کچھ دنوں بعد موسیٰ بن نصیر خود بھی الگ فوج لے کر اسپین پہونچ گئے۔ اور باقی اسپین کو موسیٰ اور طارق نے مل کر فتح کیا۔ دو سال سے کم ہی مدت میں پورا اسپین مسلمانوں کے قبضہ میں آچکا تھا۔ یہ بنو امیہ کی خلافت کا زمانہ تھا اور شام کے پایۂ تخت دمشق میں ولید کی حکومت تھی۔

۷۱۵ء میں ولید کا بھائی سلیمان خلیفہ بنا اور اس نے اپنی خفگی کی وجہ سے شمالی افریقہ اور اسپین کی گورنری سے موسیٰ بن نصیر کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد چالیس سال تک اسپین میں حکومت تو مسلمانوں کے ہی ہاتھ میں رہی لیکن آپس کے جھگڑے شروع ہو گئے جس کی وجہ سے آئے دن گورنر بدلنے لگے۔ یہاں تک کہ عرب قبیلوں کے اس جھگڑے کی وجہ سے پینتیس چالیس سال کے درمیان اتنے ہی گورنر آئے اور گئے۔ آٹھویں صدی کے وسط میں اسلامی دنیا میں سیاسی سطح پر ایک بڑی تبدیلی یہ آئی کہ نظام حکومت بنو امیہ کے ہاتھ سے نکل کر عباسیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اس نئی حکومت نے اپنے دار السلطنت کے لئے بغداد کا انتخاب کیا۔ مگر شمالی افریقہ اور اسپین پر عباسیوں کی گرفت مضبوط نہیں تھی۔ چنانچہ اسپین کے گورنر یوسف الفہری نے اپنی آزاد بادشاہت قائم کر لی اور اسپین عباسی حکومت سے الگ ہو گیا۔

بنو امیہ کے ہر ہر فرد کو عباسیوں نے ۷۵۰ء کے انقلاب میں چن چن کر مار ڈالا۔ لیکن بنو امیہ کے شاہی خاندان کا صرف ایک نوجوان لڑکا جس کی عمر پندرہ سال تھی کسی نہ کسی طرح جان بچا کر شمالی افریقہ پہونچ گیا اور پانچ سال تک یہ نوجوان جس کا نام عبد الرحمٰن تھا۔ شمالی افریقہ کے مختلف دیہاتوں میں چھپ چھپ کر وقت گذارتا رہا۔ آخر اس نے اپنے ایک غلام کو جس کا نام بدر تھا۔ یہ معلوم کرنے

کے لئے اسپین بھیجا کہ وہاں کے عرب قبیلے عبدالرحمٰن کی امداد کر سکتے ہیں یا نہیں اور اس کا ساتھ دیں گے یا نہیں۔ بدر جو جواب لے کر آیا اس سے عبدالرحمٰن کا حوصلہ بلند ہوگیا اور وہ خاموشی سے اسپین پہونچ گیا۔ یہاں کے عرب قبیلے جو بنو امیہ کے خاندان سے بہت ہمدردی رکھتے تھے، عبدالرحمٰن کا پورا ساتھ دیا۔ اسپین کے آزاد گورنر یوسف الفہری اور عبدالرحمٰن کے ساتھ "زلاقہ" کے میدان میں زبردست جنگ ہوئی جس میں عبدالرحمٰن فتح یاب ہوا۔ اس طرح ۷۵۶ء میں اسپین میں بنو امیہ کی حکومت دوسری بار قائم ہوگئی جس کا پہلا بادشاہ عبدالرحمٰن تھا۔ عبدالرحمٰن نے باہر آکر اسپین کو نئے سرے سے فتح کیا اس لئے لوگوں نے اس کو الداخل کا خطاب دیا یعنی باہر سے داخل ہونے والا۔

عبدالرحمٰن نے اسپین میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ختم کیا اور بہت نظم و ضبط کے ساتھ حکومت شروع کی۔ اسپین میں بنو امیہ کی یہ حکومت ۷۵۶ء سے ۱۰۳۱ء تک تقریباً پونے تین سو سال قائم رہی۔ اس مدت میں یہ حکومت نشیب و فراز سے گزرتی رہی۔ بعض کمزوریاں راہ پاتی رہیں لیکن موقع بموقع ان کا مداوا بھی ہوتا رہا۔ مثلاً تین نسلوں کے بعد یہ حکومت جو آپسی جھگڑوں کا شکار ہوکر کمزور اور محدود ہونے لگی لیکن دسویں صدی کے آغاز میں عبدالرحمٰن سوم نے جس کو الناصر کہا جاتا ہے، دوبارہ اس حکومت کو مستحکم کیا۔ یہ عبدالرحمٰن سوم ۹۱۲ء سے ۹۱۶ء تک حکمراں ۔ ۹۲۹ء تک بنو امیہ کی یہ حکومت اسپین میں "امارت" کے نام سے معروف رہی اور اس کے بادشاہوں کو امیر کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا لیکن ۹۲۹ء میں جب عبدالرحمٰن الناصر کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی تو اس نے بنو امیہ کی اس حکومت کو "امارت" کے بجائے "خلافت" میں بدل دیا اور اپنے لئے امیر کے بجائے خلیفہ کا لقب پسند کیا۔ اس کے بعد سے آخری دور